

کتابِ دانی ایل - نمبر ایک سو تریسٹھ

پیشگوئی کا انکشاف: دانی ایل کے باب گیارہ کا مطالعہ

Jeff Pippenger

2024-03-28

اب ہم دانیال کے گیارہویں باب کا مطالعہ شروع کریں گے۔

اور داریس مادی کے پہلے سال میں میں ہی اس کی تائید اور تقویت کے لیے کھڑا رہا۔ اور اب میں تجھے سچائی دکھاؤں گا۔ دیکھ، فارس میں مزید تین بادشاہ اٹھ کھڑے ہوں گے؛ اور چوتھا ان سب سے کہیں زیادہ دولت مند ہوگا؛ اور اپنی دولت کی قوت سے وہ سب کو سلطنتِ یونان کے خلاف بھڑکائے گا۔ اور ایک زور آور بادشاہ اٹھ کھڑا ہوگا جو بڑی سلطنت کے ساتھ حکومت کرے گا اور اپنی مرضی کے مطابق کرے گا۔ اور جب وہ قائم ہوگا تو اس کی بادشاہی ٹوٹ جائے گی اور آسمان کی چاروں ہواؤں کی طرف تقسیم ہو جائے گی؛ نہ وہ اس کی نسل کو ملے گی، اور نہ وہ اس اقتدار کے مطابق ہوگی جس پر وہ حکومت کرتا تھا؛ کیونکہ اس کی بادشاہی اکھاڑ لی جائے گی اور ان کے علاوہ دوسروں کو دے دی جائے گی۔ دانی ایل 4-11:1۔

جبرائیل ابتدا میں دانیال کو بتاتے ہیں کہ انہوں نے بھی داریوش کی سلطنت کے پہلے سال میں اس کے ساتھ کام کیا تھا، وہی سال جب داریوش کے بھتیجے، جو اس کا سپہ سالار تھا، نے بابل کو فتح کیا اور بلشاصر کو قتل کر دیا۔ دسویں باب کی پہلی آیت کے مطابق دانیال یہ رویا کوروش کے تیسرے سال میں پا رہا ہے، اس لیے جبرائیل داریوش اور کوروش دونوں کو "وقتِ انجام" کی نمائندگی کرنے والی علامتیں قرار دے رہے ہیں۔ بلشاصر اور بابل 538 قبل مسیح میں مادی و فارسی سلطنت کے زیرِ تسلط آ گئے۔

"سائرس نے بابل کا محاصرہ کیا، جسے اُس نے 538 قبل مسیح میں ایک تدبیر کے ذریعے فتح کر لیا، اور بلشاصر کی موت کے ساتھ، جسے فارسیوں نے قتل کر ڈالا، بابل کی سلطنت کا وجود ختم ہو گیا۔" — Uriah Smith, Daniel and the Revelation, 46

538 قبل مسیح میں، دانی ایل نے نویں باب قلم بند کیا۔

"پچھلے باب [باب آٹھ] میں درج رؤیا بلشاصر کے تیسرے سال، 538 ق م میں دی گئی تھی۔ اسی سال، جو دارا کے پہلے سال بھی تھا، وہ واقعات پیش آئے جو اس باب [باب نو] میں بیان کیے گئے ہیں۔" یوریا اسمتھ، Daniel and the Revelation، 205

داریس کے پہلے سال میں، جو بلشاصر کا تیسرا اور آخری سال تھا، 538 قبل مسیح میں، خداوند نے کلدانیوں کے ملک کو سزا دی اور اسے ویران کر دیا۔

اور یہ سارا ملک ویرانی اور حیرت کا باعث ہوگا، اور یہ قومیں ستر برس بابل کے بادشاہ کی خدمت کریں گی۔ اور ایسا ہوگا کہ جب ستر برس پورے ہو جائیں گے، تو میں بابل کے بادشاہ اور اُس قوم کو اُن کی بدکاری کے سبب سے سزا دوں گا، خداوند فرماتا ہے، اور کلدانیوں کے ملک کو بھی، اور اسے ہمیشہ کی ویرانی بنا دوں گا۔ یرمیاہ 25:11، 12۔

دسویں آیت میں، خداوند بابل کی سزا کے بیان کی طرف بڑھتے ہوئے لفظ "بعد" استعمال کرتا ہے۔ بابل کے ویران کر دیے جانے کے "بعد"، خداوند خدا کے لوگوں کے لیے اپنا نیک کام پورا کرے گا۔

کیونکہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ بابل میں ستر برس پورے ہونے کے بعد میں تم کو یاد کروں گا اور تمہارے حق میں اپنی نیک بات پوری کروں گا کہ تمہیں اس جگہ واپس لاؤں۔ یرمیاہ 25:10

ستر سالہ اسیری 606 قبل مسیح میں شروع ہوئی۔

"ستر برسوں کا آغاز مسیح سے پہلے 606 میں ہونے کے باعث، دانی ایل نے سمجھ لیا کہ اب وہ اپنی تکمیل کے قریب پہنچ رہے تھے۔" Uriah Smith, Daniel and the Revelation, 205.

ستر برس کی اسیری 606 قبل مسیح میں شروع ہوئی، اور 536 قبل مسیح میں ختم ہوئی، جو 538 قبل مسیح میں بیلشضر کی موت اور بابل کی ویرانی کے دو سال بعد تھا۔ یہ خورس کے تیسرے سال کی بات ہے۔ جبرائیل دریائے حدیکل کی پیشین گوئی کو خورس کے تیسرے سال میں قرار دیتا ہے، اور گیارھویں باب کے بیان کا آغاز دارا کے پہلے سال کے حوالہ سے کرتا ہے، اور ایسا کرتے ہوئے وہ دو مخصوص برسوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ 538 قبل مسیح اور 536 قبل مسیح دونوں ہی مقررہ اوقات تھے؛ 538 قبل مسیح وہ مقررہ وقت تھا جب ستر برس کی پیشین گوئی کو اختتام پذیر ہونا تھا، اور 536 قبل مسیح وہ مقررہ نبوتی وقت تھا جب 538 قبل مسیح کے "بعد" خداوند اپنے لوگوں کے لیے اپنا نیک کام انجام دے گا۔

538 قبل مسیح اور 536 قبل مسیح دونوں "مقررہ وقت" ہیں، اور ان کی نمائندگی دو تاریخی شخصیات کرتی ہیں: ایک ماد کا پہلا بادشاہ اور دوسرا فارس کا پہلا بادشاہ۔ حقیقی اسرائیل کی حقیقی بابل میں اسیری کے ستر سال کے خاتمے نے اُن بارہ سو ساٹھ سالوں کی نمائندگی کی جن میں روحانی اسرائیل، 538 عیسوی سے 1798 تک، روحانی بابل میں اسیر رہا۔ 1798 ایک "مقررہ وقت" تھا، اور پھر وہ مدت شروع ہوئی جسے نبوت میں "وقتِ آخر" قرار دیا گیا ہے۔ 538 قبل مسیح اور 536 قبل مسیح، جنہیں "مقررہ وقت" کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اسی طرح اُس مدت کے آغاز کی بھی نشاندہی کرتے ہیں جسے "وقتِ آخر" کہا گیا ہے۔

"زمین پر خدا کی کلیسیا اِس طویل عرصہ اے امان ایذارسانی کے دوران اسی طرح فی الحقیقت اسیری میں تھی، جس طرح بنی اسرائیل جلاوطنی کے زمانہ میں بابل میں اسیر رکھے گئے تھے۔" انبیا اور سلاطین، 714۔

تمام نبوتیں اُن ایام کی نسبت آخری ایام سے زیادہ مخصوص طور پر خطاب کرتی ہیں جن میں وہ پہلی بار پوری ہوئیں؛ لہذا 538 ق م اور بادشاہ دارا، نیز 536 ق م اور بادشاہ خورس، 1989 میں "وقتِ آخر" کی نمائندگی کرتے ہیں، اور یہ دونوں بادشاہ صدر ریگن اور صدر جارج بش اول کی تمثیل ہیں۔ 538 ق م اور 536 ق م ایک ایسی نشان راہ کی نمائندگی کرتے ہیں جو اس فہم کے ساتھ پوری ہوتی ہے کہ دونوں تاریخی ایک ہی نشان راہ کی نمائندہ ہیں۔ "وقتِ آخر" کی نشان راہ دو علامات پر مشتمل ہوتی ہے، اور بعض اوقات، جیسے ریگن اور بش اول کے ساتھ، دونوں علامات ایک ہی سال میں پوری ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ قاعدے کا استثناء ہے، کیونکہ موسیٰ کے زمانے میں "وقتِ آخر" کی نشان راہ ہارون اور موسیٰ دونوں کی پیدائش تھی، جن کے درمیان تین سال کا فاصلہ تھا۔ مسیح کی تاریخ میں، یہ یوحنا بپتسمہ دینے والے اور مسیح کی پیدائش تھی، جن کے درمیان چھ ماہ کا فاصلہ تھا۔

'آخرِ زمانہ' کے حوالے سے ضدِ مسیح کی تاریخ میں یہ سال 1798 اور 1799 تھے۔ فرانسیسی انقلاب نبوت کا ایک موضوع ہے، اور وہ 1789 میں شروع ہوا، دس سال جاری رہا اور 1799 میں اپنے مقررہ وقت پر ختم ہوا، جیسے کہ 1798 بھی ایک مقررہ وقت تھا۔ یہ دونوں مل کر اُس مہلک زخم کی نشاندہی کرتے ہیں جو درندے کو لگایا گیا تھا، اور اُس عورت کی بھی جو درندے پر سوار تھی اور اس پر حکمرانی کرتی تھی۔ داریوس وہ بادشاہ تھا جس نے اپنی فوج کو 'دیوار' کے راستے اندر داخل کر کے اپنے دشمن کو شکست دی، اور وہ ریگن کی نمائندگی کرتا ہے، جس نے 'اپنی پردہ' کی دیوار گرا کر اپنے دشمن کو شکست دی۔ کورس بش اول کی نمائندگی کرتا ہے، کیونکہ کورس کو کورس کبیر کے نام سے جانا جاتا ہے، اور جارج بش اول کبیر ہے، اور آخری بش بش صغیر۔

کیونکہ یہ دونوں بادشاہ اور وہ دو تاریخیں جن کی وہ نمائندگی کرتے ہیں، دراصل ایک ہی علامت ہیں۔ ان میں سے ایک اس ستر برس کی نشان دہی کرتا ہے جن کے دوران بابل کی حکومت رہنی تھی۔ وہ ستر سالہ مدت 538 قبل مسیح میں اپنے مقررہ وقت کو پہنچ گئی اور اس کی نمائندگی داریوش کرتا ہے۔ ستر سالہ اسیری کی تکمیل 536 قبل مسیح میں اپنے مقررہ وقت کو پہنچ گئی اور اس کی نمائندگی کورش کرتا ہے۔ یہ دونوں مل کر "وقتِ آخر" کی نمائندگی کرتے ہیں، جب نبوتی روشنی کی مہر کھلنی تھی۔ 1798 میں مکاشفہ باب چودہ کا پہلا فرشتہ "وقتِ آخر" پر آ پہنچا، اور سسٹر وائٹ کہتی ہیں کہ وہ فرشتہ "کوئی اور نہیں بلکہ یسوع مسیح ہی تھے۔"

کورش کے تیسرے سال میں، میکائیل، جو خدا کی قوم کا رئیس اور فرشتوں کا سردار فرشتہ ہے، نازل ہوا تاکہ کورش سے معاملہ کرے اور اُس نور کی تصدیق کرے جو کورش کو تین فرمانوں میں سے پہلا فرمان جاری کرنے کی طرف رہنمائی کرتا، جس کے ذریعے خدا کی قوم یروشلم واپس جا سکے اور شہر، پیکل، اور گلیاں اور فصیلیں دوبارہ تعمیر کر سکے۔ وہ کام پہلے اور دوسرے فرشتوں کے کام کی تمثیل تھا، جو 1798 میں "وقتِ آخر" میں شروع ہوا۔

داریوش اور کوروش کے ایام میں "اختتام کے وقت" میکائیل کا نزول، 1798 میں پہلے فرشتے کی آمد کی نمائندگی کرتا تھا، اور دونوں مل کر 1989 میں "اختتام کے وقت" اسی فرشتے کی آمد کی نشان دہی کرتے ہیں۔ 1989 نے "اختتام کے وقت" کے دور کا آغاز کیا، اور وہ ایک وقت مقرر بھی تھا۔ "وقتِ مقرر" کسی نبوی مدت کے خاتمے کی نشاندہی کرتا ہے۔ 1863 کی بغاوت، جو جدید روحانی اسرائیل کے لیے پہلی "قادش" پر ہوئی، ایک ایسے دور کا آغاز تھی جو ایک سو چھبیس سال پر مشتمل تھا اور 1989 میں "وقتِ مقرر" پر ختم ہوا۔ ایک سو چھبیس، بارہ سو ساٹھ کا عشر یا دسواں حصہ ہے، اور 1798 میں بارہ سو ساٹھ برس کے اختتام پر پہلے فرشتے کی تحریک تاریخ میں نمودار ہوئی۔ ایک سو چھبیس برس کے اختتام پر، 1989 میں، تیسرے فرشتے کی تحریک تاریخ میں نمودار ہوئی۔

دانی ایل کے گیارہویں باب کی پہلی آیت میں، جبرائیل اس بات کی نشاندہی میں نہایت محتاط اور دقیق ہے کہ جس تاریخ کی نمائندگی کی گئی ہے وہ اختتامِ زمانہ، یعنی 1989، میں کورش سے شروع ہوتی ہے۔ وہاں کورش اعظم، بش سینئر کی نمائندگی کرتا ہے، جس کے بعد تین بادشاہ آئیں گے، اور پھر ایک چوتھا بادشاہ جو ان سب سے کہیں زیادہ دولت مند ہوگا۔ پس وہ چوتھا دولت مند بادشاہ، جو تمام یونان کو برانگیختہ کرتا ہے، 1989 کے بعد سے چھٹا صدر ہے۔

باب دس کے واقعات میں دانی ایل کو سوگ مناتے ہوئے پیش کیا گیا ہے، اور اپنے اسی سوگ کے تجربے میں، جب وہ رویا دیکھتا ہے، وہ مسیح کی شبیہ میں بدل جاتا ہے۔ سوگ کے اکیس دن کا عرصہ موت کے ایک دور کی نمائندگی کرتا ہے جو انجام کار قیامت پر منتج ہوتا ہے۔ باب دس میں میکائیل آسمان سے اتر آیا ہے، اور یہوداہ سات میں جب وہ اترتا ہے تو وہ موسیٰ کو زندہ کرتا ہے۔ مکاشفہ کے باب گیارہ میں موسیٰ (اور ایلیاہ) مار ڈالے گئے ہیں، اور ساڑھے تین علامتی دنوں تک گلی میں مردہ پڑے رہتے ہیں۔ پھر موسیٰ (ایلیاہ کے ساتھ) "ایک بڑی آواز" کے وسیلے سے زندہ کیے جاتے ہیں۔

اور ساڑھے تین دن کے بعد خدا کی طرف سے زندگی کی روح اُن میں داخل ہوئی، اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے؛ اور جنہوں نے اُنہیں دیکھا اُن پر بڑا خوف طاری ہو گیا۔ اور اُنہوں نے آسمان سے ایک بلند آواز سنی جو اُن سے کہہ رہی تھی، یہاں اوپر چلے آؤ۔ پس وہ بادل پر سوار ہو کر آسمان پر چڑھ گئے؛ اور اُن کے دشمن اُنہیں دیکھتے رہے۔ مکاشفہ 11:11، 12.

وہ "بڑی آواز" جو زندہ کرتی ہے، رئیس فرشتہ کی آواز ہے، اور رئیس فرشتہ میکائیل ہے۔

کیونکہ خداوند خود آسمان سے للکار کے، سردار فرشتے کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر آئے گا: اور جو مسیح میں مردہ ہیں وہ پہلے جی اٹھیں گے۔ 1 تھسلونیکوں 4:16

وہ تاریخ جس میں موسیٰ اور ایلہاہ قتل کیے جاتے ہیں اور پھر زندہ کیے جاتے ہیں، ایک لاکھ چوالیس ہزار کی مہر بندی کی تاریخ ہے۔ اُس تاریخ کا آغاز 11 ستمبر 2001 کو مکاشفہ اٹھارہ کے فرشتہ کی ”پہلی آواز“ کے ساتھ ہوا، جسے سسٹر وائٹ اس وقت وارد ہونے والی قرار دیتی ہیں جب نیو یارک سٹی کی عظیم عمارتیں گرا دی گئیں۔ مکاشفہ باب اٹھارہ کی ”دوسری آواز“ عنقریب آنے والے سنڈے لاء کے وقت بلند ہوتی ہے، جب خدا کے دوسرے گلے کو بابل میں سے باہر بلایا جاتا ہے۔ یہی وہ تاریخ ہے، مہر بندی کی تاریخ، جس میں دانی ایل کو ”مراہ“ رویا کو دیکھنے کے وسیلہ سے مسیح کی صورت میں تبدیل ہوتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے، جو ”مراہ“ رویا کا مؤنث اظہار ہے۔ یہ ”سببی“ رویا ہے، جو اُس صورت کو جسے دیکھا جاتا ہے، اُن میں ازسرنو پیدا ”کرتی“ ہے جو اُسے دیکھتے ہیں۔

مہر بندی کی اس تاریخ اور دانی ایل کے دسویں باب میں اُس کی تبدیلی میں یہ بھی شامل ہے کہ میکائیل نازل ہوتا ہے جب وہ اُن لوگوں کو زندہ کر کے تبدیل کرتا ہے جن کی نمائندگی موسیٰ، ایلہاہ اور دانی ایل کرتے ہیں۔ وہ رئیس فرشتہ کی ”بڑی آواز“ کے ساتھ یہ زندہ کرنا انجام دیتا ہے، اور یوں پہلی اور آخری آوازوں کے بیچ ایک تیسری ”آواز“ فراہم کرتا ہے؛ اور پہلی اور آخری دونوں ایک ہی ہیں، کیونکہ دونوں ہی مکاشفہ کے اٹھارہویں باب کی آواز ہیں۔ درمیانی آواز وہ مقام ہے جہاں بغاوت کی نمائندگی ہوتی ہے، کیونکہ جب میکائیل نے موسیٰ کو زندہ کیا تو اُس نے شیطان سے بحث نہ کی، حالانکہ شیطان، جو بغاوت کا بانی ہے، وہاں احتجاج کے لیے موجود تھا۔

لیکن رئیس فرشتہ میکائیل، جب وہ ابلیس سے موسیٰ کے بدن کے بارے میں جھگڑ رہا تھا، تو اُس نے اُس کے خلاف بدگوئی کا الزام لگانے کی جرأت نہ کی بلکہ کہا، خداوند تجھے جھڑکے۔ یہوداہ ۷۔

مہر کیے جانے کے اُس وقت کی ابتدا، جو 11 ستمبر 2001 کو شروع ہوا اور عنقریب آنے والے سنڈے لا تک ختم ہوتا ہے، ”سچائی“ کے دستخط پیے ممیزے، کیونکہ اُس مدت کے وسط میں، جولائی 2023 میں، مقرب اعلیٰ کی عظیم آواز نے اُن مردوں کو زندہ کرنے کا کام شروع کیا جو مسیح میں ہیں اور اُس کی درمیانی آواز کو سننے کا انتخاب کرتے ہیں۔ غور کریں کہ 2001، 2023 کے بائیس سال بعد آتا ہے، اور بائیس، دو سو بیس کا دسواں حصہ ہے، جو الوہیت اور انسانیت کے درمیان ربط کی علامت ہے، اور بحالی کی بھی ایک علامت ہے۔

جولائی 2023 میں وہ قادر فرشتہ، جو خود یسوع مسیح کے سوا کوئی اور ہستی نہیں، اور جو حق ہے، جو میکائیل بھی ہے، اور جو اپنے ہاتھ میں ایک پیغام لیے ہوئے نازل ہونے والا الفا اور اومیگا ہے۔ اُس کے ہاتھ میں جو چھوٹی کتاب ہے، وہ دانی ایل کا وہ حصہ ہے جو آخری ایام تک مہر بند رکھا گیا تھا۔

کتاب مکاشفہ میں بائبل کی سب کتابیں آ کر ملتی اور اپنے اختتام کو پہنچتی ہیں۔ یہاں کتاب دانی ایل کی تکمیل ہے۔ ایک پیشین گوئی ہے؛ دوسرا مکاشفہ۔ جو کتاب مہر بند کی گئی تھی وہ مکاشفہ نہیں تھی، بلکہ دانی ایل کی پیشین گوئی کا وہ حصہ ہے جو آخری ایام سے متعلق ہے۔ فرشتے نے حکم دیا، لیکن تو اے دانی ایل، ان باتوں کو بند رکھ اور کتاب پر مہر لگا دے، یہاں تک کہ وقتِ آخر تک۔ دانی ایل 12:4۔ اعمال رسولوں، 585۔

دانیال کی نبوت کا جو حصہ آخری دنوں سے متعلق ہے، وہ باب گیارہ ہے۔ یہ باب گیارہ کی آخری چھ آیات ہیں، لیکن زیادہ خاص طور پر، اس باب میں درج تاریخی واقعات ہی ہیں جو ان آخری چھ آیات میں دہرائے گئے ہیں۔

”ہمارے پاس ضائع کرنے کے لیے کوئی وقت نہیں۔ مصیبت کے زمانے ہمارے سامنے ہیں۔ دنیا جنگ کی روح سے برانگیختہ ہے۔ جلد ہی وہ مناظر آشوب وقوع میں آئیں گے جن کا ذکر نبوتوں میں کیا گیا ہے۔ دانی ایل کے گیارہویں باب کی نبوت تقریباً اپنی کامل تکمیل تک پہنچ چکی ہے۔ اس نبوت کی تکمیل میں جو تاریخ وقوع پذیر ہو چکی ہے، اس کا بہت سا حصہ دوبارہ دہرایا جائے گا۔“

دانی ایل کے باب گیارہ کی آیت سولہ ایک ایسی تاریخ کو واضح کرتی ہے جو آیت اکتالیس میں دوبارہ دہرائی جاتی ہے، کیونکہ اس آیت میں شمال کا بادشاہ سرزمین جلال میں کھڑا ہوتا ہے۔ آیت سولہ کی تاریخ اس وقت کی نشاندہی کرتی ہے جب رومی سپہ سالار پومپی نے یہوداہ اور یروشلم کو اسیری میں لے لیا۔

لیکن جو اس کے خلاف آئے گا وہ اپنی مرضی کے مطابق ہی کرے گا، اور کوئی اس کے سامنے کھڑا نہ ہو سکے گا؛ اور وہ اُس جلالی سرزمین میں قائم ہوگا، جو اُس کے ہاتھ سے تباہ کر دی جائے گی۔
دانیال 11:16

میرا ارادہ ہے کہ اس آیت کو اُن آیات پر ہمارے غور و فکر کے لیے ایک لنگر کے طور پر استعمال کروں جو اس آیت سے پہلے واقع ہیں، لہذا میں پہلے اس فہم کو قائم کروں گا۔ ہمارا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ آیات تین اور چار میں سکندر اعظم کی سلطنت کے ٹوٹنے کے بعد جو تاریخ بیان کی گئی ہے، وہ 1989 میں شروع ہوتی ہے، اور پھر موجودہ یوکرینی جنگ، مغرب کی قوتوں پر پوتین کی فتح، اور اس کے بعد پوتین کی شکست کی نشان دہی کرتی ہے، جو آیت سولہ تک لے جاتی ہے۔

”اگرچہ مصر شمال کے بادشاہ انطیوخس کے سامنے ٹھہر نہ سکا، لیکن انطیوخس بھی رومیوں کے سامنے ٹھہر نہ سکا، جو اب اس کے خلاف آئے۔ اب کوئی بھی مملکت اس ابھرتی ہوئی قوت کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہی۔ 65 قبل از مسیح میں، جب پومپی نے انطیوخس آسیاطیکس کو اس کے مقبوضات سے محروم کر دیا اور شام کو ایک رومی صوبہ بنا دیا، تو شام فتح کر لیا گیا اور سلطنت روم میں شامل کر لیا گیا۔“

”وہی قدرت ارض مقدّس میں بھی قائم ہونی تھی، اور اسے نگل جانا تھا۔ روم عہد کے ذریعے خدا کے لوگوں، یعنی یہودیوں، سے 161 قبل مسیح میں وابستہ ہوا، اور اسی تاریخ سے وہ نبوی تقویم میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ تاہم، اس نے یہودیہ پر حقیقی فتح کے ذریعے 63 قبل مسیح تک اقتدار حاصل نہ کیا؛ اور پھر یہ اس طرح ہوا۔“

میتھرڈیٹس، بادشاہ پونٹس، کے خلاف مہم سے پومپی کی واپسی پر یہودیہ کے تاج کے لیے دو حریف، بیرکینس اور اریستوبولس، باہم برسرا پیکار تھے۔ ان کا مقدمہ پومپی کے سامنے پیش ہوا، جس نے جلد ہی اریستوبولس کے دعووں کی ناانصافی بھانپ لی، لیکن وہ اس معاملے کا فیصلہ اپنی دیرینہ خواہش کی عرب کی مہم کے بعد تک مؤخر کرنا چاہتا تھا، اور وعدہ کیا کہ تب واپس آ کر ان کے معاملات کو حسب انصاف و مصلحت طے کرے گا۔ پومپی کے حقیقی ارادوں کو بھانپتے ہوئے، اریستوبولس جلدی سے یہودیہ لوٹ گیا، اپنی رعایا کو مسلح کیا، اور بھرپور دفاع کی تیاری کی، اور ہر حال میں تاج اپنے پاس رکھنے کا فیصلہ کر لیا، کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ فیصلہ کسی اور کے حق میں ہوگا۔ پومپی اس مفرور کے پیچھے پیچھے آیا۔ جب وہ یروشلم کے قریب پہنچا تو اریستوبولس کو اپنے طرز عمل پر ندامت ہونے لگی، وہ اس سے ملنے باہر آیا اور مکمل اطاعت اور بھاری رقم کا وعدہ کر کے معاملہ سلجھانے کی کوشش کی۔ پومپی نے یہ پیشکش قبول کر لی اور رقم وصول کرنے کے لیے گابینیٹس کو سپاہیوں کے ایک دستے کی کمان دے کر بھیجا۔ مگر جب وہ نائب سپہ سالار یروشلم پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کے لیے دروازے بند ہیں، اور فصیل کی چوٹی سے اسے بتایا گیا کہ شہر اس معاہدے پر قائم نہیں رہے گا۔

پومپی نے یہ گوارا نہ کیا کہ اس کے ساتھ اس طرح کا دھوکا بلا مواخذہ رہ جائے، اس نے ارسطوبولس کو، جسے اس نے اپنے پاس روک رکھا تھا، زنجیروں میں جکڑ دیا، اور فوراً اپنے پورے لشکر کے ساتھ یروشلم پر چڑھ دوڑا۔ ارسطوبولس کے حامی اس جگہ کے دفاع کے حق میں تھے؛ بیرکینس کے حامی دروازے کھول دینے کے حق میں۔ چونکہ بعد والے تعداد میں زیادہ تھے اور غالب آ گئے، اس لیے پومپی کو شہر میں بلا روک ٹوک داخلہ مل گیا۔ چنانچہ ارسطوبولس کے پیروکار ہیکل کے پہاڑ کی طرف پیچھے ہٹ گئے، وہ اس جگہ کے دفاع کے لیے اتنے ہی پختہ عزم پر قائم تھے جتنا

پومپی اسے زیر کرنے پر تھا۔ تین ماہ کے اختتام پر فصیل میں اتنا شگاف ڈال دیا گیا کہ یورش کی جا سکے، اور وہ جگہ تلوار کے زور پر لے لی گئی۔ اس کے بعد جو خوفناک قتل عام ہوا، اس میں بارہ ہزار آدمی مارے گئے۔ مورخ کے بقول یہ دل دہلا دینے والا منظر تھا کہ پجاری، جو اس وقت عبادتِ الہی میں مشغول تھی، پرسکون ہاتھ اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنا معمول کا کام جاری رکھے ہوئے تھی، گویا اردگرد کے وحشیانہ ہنگامے سے بے خبر ہوں، حالانکہ ان کے چاروں طرف ان کے رفقا تہ تیغ کیے جا رہے تھے، اور اکثر ان کا اپنا خون ان کی قربانیوں کے خون میں مل رہا تھا۔

جنگ کا خاتمہ کرنے کے بعد، پومپیئس نے یروشلم کی فصیلیں منہدم کر دیں، یہودیہ کے دائرہ اختیار سے کئی شہروں کو نکال کر شام کے دائرہ اختیار میں منتقل کر دیا، اور یہودیوں پر خراج عائد کیا۔ یوں پہلی بار یروشلم فتح کے ذریعے اُس قوت کے قبضے میں آیا جو "شاندار سرزمین" کو اپنی آہنی گرفت میں اس وقت تک تھامے رکھنے والی تھی جب تک کہ وہ اسے بالکل تباہ نہ کر دیتی۔ یوریا اسمتھ، ڈینیئل اینڈ دی ریویلیشن، 259، 260۔

ہم اس مطالعے کو اپنے اگلے مضمون میں جاری رکھیں گے۔

یہ حقیقت کہ خدا کے لوگوں کے درمیان کوئی اختلاف یا اضطراب نہیں پایا جاتا، اس بات کا قطعی ثبوت نہیں سمجھا جانا چاہیے کہ وہ صحیح تعلیمات کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ یہ اندیشہ موجود ہے کہ شاید وہ حق اور باطل کے درمیان صاف امتیاز نہیں کر رہے۔ جب کلام مقدس کی تحقیق سے کوئی نئے سوال جنم نہیں لیتے، جب کوئی اختلاف رائے پیدا نہیں ہوتا جو لوگوں کو یہ یقینی بنانے کے لیے کہ ان کے پاس سچائی ہے، خود بائبل کی تلاش میں لگا دے، تو اب بھی، جیسے قدیم زمانوں میں، بہت سے ایسے ہوں گے جو روایات کو تھامے رہیں گے اور اس کی عبادت کریں گے جیسے وہ جانتے ہی نہیں۔

مجھے دکھایا گیا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ جو موجودہ سچائی کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں، انہیں معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا مانتے ہیں۔ وہ اپنے ایمان کے دلائل کو نہیں سمجھتے۔ انہیں موجودہ زمانے کے کام کی صحیح قدر شناسی نہیں۔ جب آزمائش کا وقت آئے گا تو ایسے مرد جو آج دوسروں کو وعظ کر رہے ہیں، جب اپنے قائم کیے ہوئے موقف کا جائزہ لیں گے، تو پائیں گے کہ بہت سی باتوں کے لیے وہ کوئی تسلی بخش وجہ نہیں دے سکتے۔ اس طرح آزمائے جانے تک انہیں اپنی شدید لاعلمی کا پتہ نہ تھا۔ اور کلیسیا میں بہت سے ایسے ہیں جو یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ جس بات پر ایمان رکھتے ہیں اسے سمجھتے بھی ہیں؛ لیکن جب تک اختلاف پیدا نہیں ہوتا، انہیں اپنی ہی کمزوری کا علم نہیں ہوتا۔ جب وہ ہم عقیدہ لوگوں سے جدا کر دیے جائیں اور اپنے عقیدے کی وضاحت کے لیے تنہا اور اکیلے کھڑے ہونے پر مجبور ہوں گے، تو انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوگا کہ جسے وہ سچ مانتے آئے تھے اس کے بارے میں ان کے خیالات کس قدر مغشوش ہیں۔ یقینی امر ہے کہ ہمارے درمیان زندہ خدا سے روگردانی اور آدمیوں کی طرف رجوع کرنے کا رجحان رہا ہے، اور الہی حکمت کی جگہ انسانی حکمت کو رکھ دیا گیا ہے۔

"خدا اپنے لوگوں کو بیدار کرے گا؛ اگر دوسرے وسائل ناکام ہو جائیں تو بدعتیں اُن کے درمیان آ داخل ہوں گی، جو انہیں چھان ڈالیں گی اور بھوسے کو گبھوں سے جدا کر دیں گی۔ خداوند اُن سب کو جو اُس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں، نیند سے جاگ اٹھنے کے لیے پکارتا ہے۔ بیش قیمت نور آچکا ہے، جو اِس وقت کے لیے موزوں ہے۔ یہ بائبل کی سچائی ہے، جو اُن خطرات کو ظاہر کرتی ہے جو عین ہمارے سامنے ہیں۔ یہ نور ہمیں کلام مقدس کے سرگرم مطالعہ اور اُن عقائد و مؤقفوں کے نہایت باریک بین جائزہ تک لے جانا چاہیے جنہیں ہم اختیار کیے ہوئے ہیں۔ خدا چاہتا ہے کہ حق کے تمام پہلوؤں اور مؤقفوں کی دعا اور روزہ کے ساتھ پوری طرح اور ثابت قدمی سے تفتیش کی جائے۔ ایمان رکھنے والوں کو اُن قیاسات اور مبہم تصورات پر ٹھہرے نہیں رہنا چاہیے کہ حق کی ماہیت کیا ہے۔ اُن کا ایمان خدا کے کلام پر مضبوطی سے قائم ہونا چاہیے، تاکہ جب آزمائش کا وقت آئے اور وہ اپنی ایمان داری کا جواب دینے کے لیے مجلسوں کے سامنے لائے جائیں، تو وہ حلم اور خوف کے ساتھ اپنے

اندر کی اُمید کی وجہ بیان کرنے کے قابل ہوں۔"

"تحریک دو، تحریک دو، تحریک دو۔ وہ مضامین جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، ہمارے لیے ایک زندہ حقیقت ہونے چاہئیں۔ یہ نہایت اہم ہے کہ جن عقائد کا ہم ایمان کے بنیادی مضامین کے طور پر دفاع کرتے ہیں، ان کی تائید میں ہم کبھی اپنے آپ کو ایسے دلائل کے استعمال کی اجازت نہ دیں جو پوری طرح صحیح نہ ہوں۔ ایسے دلائل مخالف کو خاموش کرنے میں کارآمد ہو سکتے ہیں، لیکن وہ حق کی تعظیم نہیں کرتے۔ ہمیں مضبوط اور صحیح دلائل پیش کرنے چاہئیں، جو نہ صرف ہمارے مخالفین کو خاموش کر دیں بلکہ نہایت قریب اور سخت ترین جانچ پرکھ کو بھی برداشت کر سکیں۔ ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے آپ کو مناظرہ کرنے والے کے طور پر تربیت دے چکے ہیں، یہ بڑا خطرہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے کلام کو انصاف کے ساتھ استعمال نہ کریں۔ کسی مخالف کا سامنا کرتے وقت ہماری مخلصانہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم مضامین کو اس انداز سے پیش کریں کہ اُس کے ذہن میں یقین پیدا ہو، نہ کہ محض ایمان رکھنے والے کو اطمینان پہنچانے کی کوشش کریں۔"

انسان چاہے فکری و علمی ترقی میں کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو جائے، اسے ایک لمحے کے لیے بھی یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مزید روشنی کے لیے کلام مقدس کی گہری اور مسلسل جستجو کی ضرورت نہیں۔ ایک قوم کی حیثیت سے ہمیں فرداً فرداً نبوت کے طالب علم بننے کے لیے بلایا گیا ہے۔ ہمیں گہری سنجیدگی اور بیداری کے ساتھ چوکس رہنا چاہیے تاکہ ہم اس روشنی کی ہر کرن کو پہچان سکیں جو خدا ہمارے سامنے پیش کرے۔ ہمیں سچائی کی ابتدائی جھلکیاں تھام لینی چاہئیں؛ اور دعائیہ مطالعے کے ذریعے زیادہ صاف و واضح روشنی حاصل کی جا سکتی ہے، جسے دوسروں کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔

"جب خدا کے لوگ آسودگی میں ہوں اور اپنی موجودہ روشنی پر مطمئن ہوں، تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ وہ ان پر فضل نہیں کرے گا۔ اس کی مرضی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں تاکہ اُن کے لیے چمکنے والی زیادہ اور مسلسل بڑھتی جانے والی روشنی کو حاصل کریں۔ کلیسیا کا موجودہ رویہ خدا کو پسند نہیں ہے۔ ایک خود اعتمادی در آئی ہے جس نے انہیں یہ محسوس کرایا ہے کہ مزید سچائی اور زیادہ روشنی کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم ایسے زمانے میں جی رہے ہیں جب شیطان دائیں اور بائیں، ہمارے آگے بھی اور پیچھے بھی سرگرم عمل ہے؛ اور پھر بھی بحیثیت قوم ہم سو رہے ہیں۔ خدا کی یہ مرضی ہے کہ ایک آواز سنائی دے جو اس کے لوگوں کو عمل کے لیے بیدار کرے۔" گواہیاں، جلد 5، 707، 708.